کی جائے جو قرآن یا احادیث صحیحہ میں وارد ہیں۔

۲۔ احادیث کے منضبط نہ کیے جانے کی وجہ سمجھنے کے لیے اُس وقت کے ماحول کو نگاہ میں رکھنا ضروری ہے۔ اُس وقت لکھنے پڑھنے والے کم تھے اور سامانِ کتابت اور بھی زیادہ کم یاب تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ قرآن مجید کو محفوظ کرنے کے لیے بھی کھجور کے پتے، جھلیاں، تختیاں وغیرہ استعمال کی جاتی تھیں۔ اب یہ آخر کس طرح ممکن تھا کہ حضور کے ساتھ ہر وقت ایک کاتب کاغذ قلم لیے لگا رہتا اور تمام حرکات و سکنات قلمبند کرتا رہتا۔ ویسے بھی یہ بات کچھ غیر فطری ہے کہ ایک آدمی کے ساتھ سفر و حضر میں اور خلوت و جلوت میں کاتبین لگے رہیں اور ہر تقریر، گفتگو، فعل، ترکِ فعل، سکوت وغیرہ کو لکھتے رہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جب کتابت کا اصول لازم کر دیا جاتا تو پھر آنحضورؐ کے بعض اعمال و اقوال کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا تھا اور انہیں بتمام و کمال احاطۂ تحریر میں لانا قطعاً محال اور عملاً ناممکن تھا۔ آپؐ کا قول و فعل بلاشک و شبہ حجت ہے اور اسے ہونا ہی چاہیے، لیکن حجت ہونے کے ساتھ آخر یہ کب ضروری ہے کہ ہر چیز ہر وقت فوراً لکھ ہی لی جائے۔ جب یہ ثابت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کا حجت ہونا صحابہ کرام کے ذہن نشین تھا تو یہ بات عین تقاضائے عقل و فطرت ہے کہ انہوں نے ہر بات کو غور سے دیکھا اور سنا ہو گا، آپس کے معاملات میں وہ ان اقوال و افعال سے سند لاتے ہونگے اور ہر معاملہ میں یہ خیال رکھتے ہونگے کہ کیا کچھ حضور سے ثابت ہے اور کیا کچھ ثابت نہیں ہے۔ یہ سنتِ نبوی کی حفاظت کا فطری راستہ تھا اور یہی امت نے اختیار کیا۔ قرآن تو ایک قابلِ کتابت چیز تھا اور مختصر تھا، اس لیے لکھ لیا گیا۔ مگر حضور کی تئیس سالہ زندگی کے احوال، حرکات و سکنات کو اور اُس ماحول کو جس میں حضور نے یہ سب کام سر انجام دیے عالمِ واقعہ میں آتے ہی عالمِ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا تھا۔ مجرد ظہور کے وقت تو یہ سارے امور ذہنوں اور حافظوں میں ہی محفوظ کیے جا سکتے تھے اور دیکھنے والوں سے سننے والوں تک زبانی ہی پہنچائے جا سکتے تھے۔ چنانچہ یہ عمل پورے استیعاب، تواتر اور تسلسل کے ساتھ جاری رہا حتیٰ کہ باقاعدہ اور مفصل تدوین و کتابت کے لیے جملہ ساز و سامان اور آسانیاں مہیا ہو گئیں اور سنت کا یہ عظیم الشان ذخیرہ سینوں سے سفینوں میں منتقل ہو گیا۔

۳۔ اجتہاد و استنباط اور قیاس و استحسان ایک ایسی چیز ہے جس سے کسی طرح مفر نہیں ہے۔ جو شخص بھی محدود احکام منصوصہ کو غیر محدود احوالِ انسانی پر منطبق کرنے کی کوشش کرے گا، اسے لامحالہ ان چیزوں